شذرات

سندھ اسمبلی میں سندھی زبان کی ترویج اور ترقی کے بل پاس ہونے کے بعد جو لسانی تنازعہ شروع ہوا' اس سے کراچی اور حیدرآباد کا سارا کاروبار معطل ہوگیا حیدرآباد میں اردو کتابت کرنے والے جو دو تین منشی صاحبان تھے وہ ایک ماہ قبل ہی پوسٹروں اور پمفلٹوں کی کتابت میں لگ گئے تھے اس لئے ماہنامہ "الولی" کا یہ شمارہ بصد مجبوری دو ماہ جون اور جولائی کا ساتھ نکالا جاتا ہے' امید اور التماس ہے کہ قارئین حضرات ہماری مجبوری کو دیکھ کر ہمیں اس کوتاہی سے معاف فرمائیں گے۔

یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ سندھی زبان کی ترویج کے بل پاس ہونے کے بعد ہمارے نئے اور پرانے سندھیوں میں بہت زیادہ تلخی آگئی اور مسلمان مسلمان کے خون کا پیاسا ہوگیا اصل حقیقت کو اگر دیکھا جائے تو بل میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے اردو کی حیثیت پر کوئی اثر پڑا ہو۔ فوجی آمرانہ نظام سے پہلے جو صوبہ سندھ میں سندھی زبان کی حیثیت تھی آمرانہ حکم سے اس کی وہ حیثیت ختم کی گئی تھی جو صدیوں سے اس کو حاصل تھی' اس کو اس بل سے پھر وہی حیثیت واپس آگئی تھی باقی اردو کو جو آئینی تحفظ حاصل تھا وہ تو اپنی جگہ پر قائم ہے۔

سندھی زبان صدیوں سے اس خطے کی زبان رہی ہے' جس میں اسلامی علوم اور فنون کی ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ بارہویں صدی میں ایک طرف اگر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے فارسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ شروع کیا تو

دوسری طرف ان کے عظیم معاصر مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سندھی نے سندھی میں ترجمہ اور تفسیر شروع کی۔ شاہ صاحب کے ایک دوسرے معاصر مخدوم عبداللہ کچھ نری والہ نے اسی بارہویں صدی میں خزینہ اعظم نام کی مسائل اور اخلاق میں آٹھ جلدوں کی ایک ضخیم کتاب لکھی جو تقریباً احیاء العلوم تالیف غزالی سے دگنی ہے۔

مذکور مصنف کی طرف سے اسلام کی بیسوں کتابیں سندھی میں تصنیف ہوئیں اسکے علاوہ ان سے بھی متقدمین عالی شہرت کے علماء سندھ نے سندھی میں کتابیں تصنیف فرمائیں جو مدارس کے نصاب میں داخل تھیں قدیم دور میں ان کتابوں کو نہ صرف مسلمان پڑھتے تھے بلکہ مدارس میں ہندو طلبہ بھی سندھی کی مذکورہ کتابیں پڑھتے تھے۔ جس سے یہ فائدہ ہوا کہ سندھ میں سندھی زبان اور کتابوں کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ جاری رہی اور صرف امروٹ سندھ کے ایک گاؤں میں حضرت مولانا تاج محمود امروٹی کے ہاتھ پر سات ہزار سے زائد غیر مسلم اسلام کی نعمت سے سرافراز ہوئے۔

حضرت مولانا امروٹیؒ نے محمود المطابع نامی ایک چھاپہ خانہ بھی قائم فرمایا تھا۔ جہاں سندھی زبان میں اسلامی کتابیں شائع ہوتی تھیں مولانا امروٹیؒ نے قرآن مجید کا سندھی زبان میں مکمل ترجمہ فرمایا تھا جو کئی بار چھپ چکا ہے، اسی طرح سندھی زبان میں تقریباً چالیس تراجم قرآن اور تفاسیر مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔ کیا اسی زبان کو اپنے وطن میں بھی یہ حق حاصل نہ ہو کہ اس کی تعلیم دی جائے۔ وغیرہ۔

بنگالی زبان کو کافرانہ زبان بتا کر جو اس کی مخالفت کی گئی تھی اس کا برا نتیجہ ہمارے سامنے ہے، کیا اس تجربہ کو پھر دہرایا جا رہا ہے یا اس لسانی تنازعہ کا اصلی سبب عوامی حکومت کے خلاف سازش ہے۔ جب سے عوامی حکومت وجود میں آئی ہے تو سرمایہ دار اور رجعت پسندوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ مختلف ہنگاموں کے

ذریعہ بحران پیدا کر کے عوامی حکومت کو ناکام بنایا جائے۔ جس کا صدر موصوف نے حال ہی میں انکشاف فرمایا ہے۔

لسانی تنازعہ کو ہوا دینے میں جو اخبارات کا کردار رہا ہے۔ اس سے ہمیں بحث نہیں، لیکن افسوس تو بعض علماء دین کا ہے کہ قرآن مجید کے اس واضح حکم :- "ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا" کے ہوتے ہوئے وہ بھی جانب داری کے شکار ہو گئے۔ ہمارے بزرگ دوست مولانا مفتی صاحب وزیر اعلیٰ سرحد یہ فرمانے لگے کہ سندھ میں مدارس اسلامیہ کو بھی معاف نہ کیا گیا، ان کو لوٹا اور تباہ و برباد کیا گیا۔ مفتی صاحب کو اگر چند مفسدوں کی طرف سے ایسے تار موصول ہوئے تھے تو کیا آپ کا یہ فرض نہ تھا کہ فوراً ٹیلیفون پر جمعیت العلماء سندھ سے رابطہ قائم کرتے۔ بحمداللہ سندھ میں اب بھی مولانا محمد شاہ امروٹی مولانا عبدالکریم بیرانی۔ مولانا مظہرالدین امیر ضلع سکھر اور مولانا نور محمد صاحب سجاولی جیسے اکابر علماء بے لوث قومی خادم موجود ہیں جن سے حقیقت حال واضح ہو جاتی، پھر کوئی بیان دیتے تو سندھ کے قومی اور علمی مرکز کھڈہ کراچی کے مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب اور مولوی الہورایو بروہی صاحب کو مفتی صاحب کے بیان پر تردید کی ضرورت نہ ہوتی۔ اسی طرح خدام الدین لاہور اور لائلپور کے ایک بزرگ معاصر کا بھی لسانی تنازع میں رویہ عالمانہ وقار کے خلاف رہا۔ بہر حال اچھا ہوا کہ صدر پاکستان کی بروقت مداخلت سے یہ جھگڑا ختم ہو گیا اور مفسدوں کو اپنی شرارت میں کامیابی نہ ہوئی۔